

قسط # 6،7

صبح اس کی آنکھ کھلی تو اس کی نظر اس کے لباس پر پڑی اسے رات والا واقعہ یاد آیا جب وہ فنکشن سے درمیان میں اٹھ کر آگئی تھی اس کا سارا وجود بو جھل تھا وہ آہستہ سے اٹھی اور فریش ہو کر کمرے سے باہر نکلی۔۔ نیچے سب ڈاننگ ٹیبل ناشتہ کرنے میں مصروف تھے وہ ایک کرسی کھینچ کر ان کے ساتھ ہی بیٹھ گئی

گڈ مارنگ بیٹا تم جاگ گئی۔۔ شمین کی امی نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا۔۔ میں نے شمین کو بھیجا تھا کہ تمہیں ناشتہ کے لیے بلا لے مگر اس نے کہا کہ تم سو رہی ہو

جی آئی وہ ائی ایم سوری ایکچوئلی رات کو اچانک میرے سر میں درد شروع ہو گیا تھا سو مجھے فنکشن چھوڑ کر کمرے میں جانا پڑا اور وہیں میری آنکھ لگ گئی

کوئی بات نہیں بیٹا اب کیسی ہے طبیعت ، ہمیں بتایا ہوتا ڈاکٹر کو بلا لیتے۔۔ انہوں نے فکر مندی سے کہا۔۔

نہیں آئی بس ہلکا سا درد تھا اب بالکل ٹھیک ہوں اس نے آہستہ سی مسکراہٹ کے ساتھ کہتے اپنے لیے پلیٹ کھسکائی

خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSION

ویسے سنایہ آج کیوں نہ ہم کہیں آؤنگ کر آئیں اس کے بعد تو ویسے بھی اگلے کچھ دنوں میں مصروفیات بڑھ جائیگی۔۔۔ ثمنین جو اس کے ساتھ ہی بیٹھی تھی اس کی طرف جھک کر بولی باقی سب کی توجہ ناشتے پر تھی

ہاں یار میں بھی یہی سوچ رہی تھی آج کہیں گھوم آتے ہیں۔۔۔

شیور.. یہاں ایک بہت اچھا میوزیم ہے پہلے وہاں جاتے ہیں پھر باقی جگہوں کا بھی وزٹ کریں گے ثمنین نے آملیٹ کا ٹکڑا منہ میں رکھتے ہوئے کہا۔۔۔

پھر ٹھیک ہے ہم ناشتے کے بعد ہی تیار ہو کے نکلتے ہیں اور مجھے کچھ شاپنگ بھی کرنی ہے تو مال بھی چلیں گے۔۔۔ وہ دونوں ناشتہ کرنے کے ساتھ سرگوشیوں میں آج کا پلین بھی ڈسکس کر رہی تھیں۔۔۔

انشاء اس وقت بڑی امی جان کے کمرے کے دروازے پر موجود تھی، انفال کی کہی ہوئی ساری باتیں اس کے دماغ میں گھوم رہی تھی

بڑی امی جان جو قرآن کریم کی تلاوت کر کے فارغ ہوئی تو ان کی نظر دروازے پر کھڑی سوچوں میں گم انشاء پر پڑی

انشاء میری بچی " وہاں کھڑی کیا سوچ رہی ہو اندر آؤ

بڑی امی جان کی آواز نے اسے سوچوں سے نکالا

جی امی جان " اس نے اپنے قدم آگے بڑھائے اور خاموشی سے نظر جھکا کر ان کے سامنے کھڑی ہو گئی

میری بچی کیا ہوا ادھر بیٹھو۔۔ انہوں نے پیار سے اسے اپنے ساتھ بٹھایا جو مسلسل اپنی انگلیاں مروڑ رہی تھی

وہ امی جان ہمیں۔۔ ہمیں باہر گھومنے جانا ہے " اتنا کہہ کہ وہ پھر سے خاموش ہو گئی
اچھا تو میری بچی کا گھر میں دل تنگ ہو رہا ہے؟ تو ضرور جاؤ اس میں اتنا گھبرانے والی کونسی بات ہے
تم کل تیار ہو جاؤ میں شاہ سے کہتی ہوں تمہیں خریداری وغیرہ کروانے لے جائے
بڑی امی جان نے پیار سے اس کے سر پہ ہاتھ پھیرا

نہیں امی جان ہمیں بڑے شاہ جی کے ساتھ نہیں جانا۔۔ ان کی بات سن کر اس نے نفی میں سر ہلایا
پھر کس کے ساتھ جانا ہے میری بچی۔۔ رانیہ تو کل واپس جا رہی ہے تمہاری تائی جان بھی نہیں ہے
اور میری ضعیف ہڈیاں تو مجھے کہیں جانے کی اجازت نہیں دیتی اس کے علاوہ ڈرائیور وغیرہ کے ساتھ
تمہیں شاہ کبھی جانے نہیں دے گا میری بچی۔۔

امی جان وہ۔۔۔ ہمیں کل رانیہ آپ کے ساتھ پھپھو کے گھر جانا ہے وہاں انفال اپنے کالج کی طرف سے
ٹرپ پر جا رہی ہے۔۔ تو اس نے مجھے بھی اپنے ساتھ جانے کو بولا ہے۔۔۔ اس نے بات مکمل کر کے
آنکھیں اٹھا کر امی جان کے تاثرات دیکھنا چاہے جو بالکل نارمل ہی تھے بلکہ وہ مسکرا رہی تھی
مجھے بہت خوشی ہوئی کہ تم کہیں گھومنے پھرنے جانا چاہتی ہو اور انفال اور تم میں مجھے کوئی فرق نہیں
نظر آتا بلکہ میں تو یہی چاہتی تھی کہ تم بھی زرا اس گھر سے نکلو مگر۔۔
بڑی امی جان کی مسکراہٹ گم ہو گئی اس کی جگہ پریشانی اور تفکر نے لی
انشاء نے سوالیہ پریشان نظروں سے انہیں دیکھا

شاہ اس بات کی اجازت نہیں دے گا کیونکہ کچھ جگہوں پر تو وہ میری بھی نہیں سنتا کیونکہ وہ تمہاری حفاظت کو لے کر بہت متفکر رہتا ہے

امی جان اسی لیے تو ہم آپ کے پاس آئے ہیں آپ پلیز ان سے بات کریں نہ۔۔
انشاء کی ساری امیدیں دم توڑنے لگی وہ اداس ہو گئی
کسی کو کچھ بھی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔

رانیہ کی آواز پر ان دونوں نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا جو دروازے پہ کھڑے ہو کر ان کی ساری بات سن چکی تھی
کیا مطلب آپ؟ انشاء کو اس کی بات زرا بھی سمجھ نہیں آئی تھی

مطلب یہ کہ تم آرام سے اپنا سامان پیک کرو پھر ہم کل ساتھ چلیں گے اور کسی کی اجازت کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ دراب بھائی آج جا چکے ہیں.. اس نے شرارت سے آنکھ دباتے ہوئے کہا۔۔
جا چکے ہیں؟ مگر کہاں۔۔ بڑی امی جان کو حیرانی ہوئی تھی وہ جہاں بھی جاتا ان کو ضرور آگاہ کرتا تھا
میں نے ان کو صبح بتایا جان سے بات کرتے سنا تھا وہ ان سے کہہ رہے تھے کہ کسی ضروری کام سے وہ کچھ دن شہر کی طرف جا رہے ہیں

تو جب وہ ہونگے ہی نہیں تو ان کو کیا پتہ چلے گا کہ انشی کہاں گئی تھی۔۔ رانیہ نے چند جملوں میں ہی سارا مسئلہ حل کر دیا تھا مگر امی جان کچھ مطمئن نظر نہیں آ رہی تھی

ٹھیک ہے بیٹا تم چلی جاؤ میں شاہ سے خود ہی بات کر لوں گی تم فکر مت کرو
امی جان کی بات سے اسے تسلی ہوئی تھی اس کے چہرے پہ خوشی سے چمک ابھری

بلاخر سارے مسئلے حل ہو گئے تھے وہ جلدی سے اٹھی اور اپنے کمرے کی طرف بھاگی اسے اپنا سامان پیک کرنا تھا۔۔۔

آج صبح موسم بہت خوشگوار تھا ہلکی دھوپ کی کرنیں ہر سو پھیلی ہوئی تھی گاؤں کی صاف ستھری فضا آلودگی سے پاک تھی

اس نے اپنی گاڑی حویلی کے سامنے روکی۔۔۔ یہ اس کا انھیال تھا وہ بچپن میں اپنی ماں کے ساتھ زیادہ آیا کرتا مگر جیسے جیسے وہ بڑا ہوتا گیا اس نے یہاں آنا کم کر دیا۔۔۔ تعلیم اور بزنس کے سلسلوں میں الجھ کر رہ گیا۔۔۔ وہ اس قدر سنجیدہ رہنے والوں میں سے نہیں تھا مگر کسی نے اس کے دل کو ایسی ٹھیس پہنچائی تھی کہ اب اس کی مسکراہٹ ہی ختم ہو چکی تھی۔۔۔

اس نے دروازہ کھولا اور نیچے اترا چوکیدار اور مالی نے عقیدت سے اسے سلام کیا۔۔۔ گرے ڈریس شرٹ کے ساتھ بلیو پیٹ اور جوگرز پہنے وہ اندر داخل ہوا

وہ بختیار شاہ یوسف اور بڑی امی جان کے ساتھ ان کے کمرے میں بیٹھا خوشگوار موڈ میں باتیں کر رہا تھا جب وہ ملازمہ کی مدد کرتے ہوئے وہ ہاتھ میں چائے کی ٹرے پکڑے اندر داخل ہوئی اس کے چہرے کے زاویے بگڑے ہوئے تھے اور موڈ آف لگ رہا تھا

مگر اعتصام حیدر کی نظر کچھ دیر وہیں ٹھہر گئی سیاہ سادہ کرتی پر سرخ دوپٹہ کندھے پہ ڈالے اس کی دودھیارنگ کو چار چاند لگ گئے تھے بال کھلے اور آنکھوں میں گہرا کاجل سجائے وہ اسے کچھ سیکنڈز تک دیکھنے پر مجبور کر گئی بلاشبہ وہ ایک خوبصورت لڑکی تھی۔۔۔

رانیہ نے چائے کی پیالی پکڑاتے اسے اک نظر گھوری سے نوازا جواب بتایا جان کی کسی بات کی طرف متوجہ تھا مگر اس کے تیور سے اچھی طرف واقف تھا

"تو پھر اگر آپ لوگ تیار ہوں تو چلیں" اس نے اس کی گھوری کو نظر انداز کر کے پوچھا

ہاں ہم تیار ہیں آپ چلیں میں انشاء کو لے کر آتی ہوں۔۔

اس کی بات پہ وہ اٹھ کھڑا ہوا اور سب سے مل کہ قدم باہر کی طرف بڑھائے

کچھ دیر بعد وہ اور انشاء بھی نیچے آچکے تھے آپ کے آف موڈ کی وجہ جان سکتا ہوں؟؟

وہ اس کے قریب ہو کر آہستہ آواز میں بولا

"آپ کو کیا فرق پڑتا ہے آپ کے ساتھ تو جا رہی ہوں نہ میں اب پھپھو کو کوئی شک نہیں کو گا کہ میں کس وجہ سے یہاں آئی تھی اور آپ نے مجھے کتنا خوش رکھا ہوا ہے

وہ آنکھیں گھما کہ تپ کہ بولی۔۔"

اوکے!! تو اب یہ بھی بتا دیں کہ آپ کی اس ناخوشی کی وجہ کیا ہے؟

مجھے کسی کو کوئی جواب نہیں دینا اگر میں آپ کے ساتھ جا رہی ہوں تو یاد رکھیں آپ کا آرڈر مان کہ ہرگز نہیں جا رہی بلکہ مجھے واقعی پھپھو کی فکر ہے۔۔ وہ ہار ماننے والوں میں کہاں تھی۔۔

چلیں ہماری نہ سہی کسی کی تو عزت کر لیتی ہیں وہ مسکرا کر پلٹا اور اس کے لیے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا

اس کی بات سن کر اسے مزید تپ چڑھی مگر فی الحال خود پر قابو کر کہ اندر بیٹھ گئی

خود وہ دوسری جانب آیا اور ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔۔ پیچھے بیٹھی انشاء کے چہرے پہ الگ ہی خوشی تھی آخر کار اسے بھی پہلی دفعہ کہیں اکیلے لمبے سفر پہ جانے کا موقع مل گیا تھا مگر وہ نہیں جانتی تھی کہ یہ سفر اس کی زندگی کے کتنے راز کھولنے کا منتظر ہو گا۔۔

یہ اسلام آباد شہر کے پوش علاقے کا منظر ہے آسمان پر اندھیروں کا راج تھا مگر اس شاندار اور بلند و بالا عمارت کے اندر روشنیاں جگمگا رہی تھیں ہر طرف شور اور گہما گہمی کا سماں تھا شہر کے امیر ترین بزنس ٹائیکون، سیاستدان اور دیگر ہائیر اپر کلاس لوگوں کی مصنوعی مسکراہٹوں اور کیمروں کے فلیش لائٹس نے پارٹی کو جاری و ساری رکھا ہوا تھا

"درب شاہ یوسف ٹائی کے بغیر سفید شرٹ پہنے بلیک سوٹ میں ملبوس اپنے ہاتھ میں سوفٹ ڈرنک کا گلاس پکڑے ایک ہاتھ ٹراؤزر میں ڈالے بظاہر نارمل تاثرات کے ساتھ کسی سے بات کر رہا تھا مگر اس کی نگاہ سامنے کھڑے ایک شخص کو مسلسل ٹریس کر رہی تھی وہ چبھتی ہوئی نظر اس پر گاڑھے اس کی ایک ایک حرکت کو نوٹ کر رہا تھا۔۔

تو مسٹر درب آپ کا کیا خیال ہے آپ کے علاقے میں اتنی بڑی بنیاد پر یہ پراجیکٹ جو آپ کرنے جا رہے ہیں کیا اس سے وہاں کے لوگ مستفید ہو سکیں گے؟؟

لقمان یزدانی جو درب کے ساتھ ہی کھڑے تھے اس کے سوال نے اس کی توجہ بٹائی۔۔

بالکل ہونگے اس ایریے کو اسٹیبلش کرنا میرا سب سے بڑا خواب ہے ترقیاتی منصوبوں پر کام جاری ہے اور مجھے خوشی ہے کہ حکومت میرے ساتھ تعاون کر رہی ہے مجھے یقین ہے کہ اگلے چند سالوں میں وہ علاقہ ایک کمرشل ایریے کے طور پر جانا جائے گا۔ ایکسکیز می!!

اپنے ازلی پر اعتماد لہجے میں بات مکمل کر کہ وہ وہاں سے ہٹ گیا کیونکہ وہ یہاں کھڑے لوگوں کے کھوکھلے لہجوں سے اچھی طرح واقف تھا اس کی نظر اب مسلسل کسی کو ڈھونڈ رہی تھی جو اچانک اس کی نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا۔

لندن کے اس مشہور میوزیم میں اس وقت چہل پہل تھی قدیم یونانی بتوں اور دوسری جنگ عظیم میں استعمال ہونے والے اوزار شیشوں میں رکھے گئے تھے کچھ دلفریب قدیم پینٹنگز اور جانوروں کے ڈھانچے بھی لوگوں کی توجہ کا مرکز بن رہے تھے

وہ دونوں بھی ان تمام اشیاء میں کھوئی ہوئی تھی جب اچانک کوئی سنایہ کے پاس سے گزرا اور اس کا پرس لے کر آرام سے آگے بڑھ گیا لیکن سنایہ کو فوراً احساس ہوا اور اس شخص کے پیچھے بھاگی

.. Please someone help me.. he snatch my bag.. caught him

وہ اس کے پیچھے بھاگتے ہوئے لوگوں سے مدد طلب کر رہی تھی مگر چور بہت ہی پر تھیلا تھا وہ بلیک ہڈی پہنے بہت آگے نکل چکا تھا

سنایہ اف اب کیا کریں وہ تو بھاگ گیا۔۔ ثمنین فکر مندی سے اس کے پاس بھاگی ہوئی آئی

اس میں میرا پاسپورٹ آئی ڈی کارڈ موبائل سب کچھ تھا مجھے پولیس اسٹیشن چلنا ہے اس کی سانس پھول چکی تھی ماتھے پہ پسینے کی بوندیں تھیں اس کے لیے وہ بہت اہم تھا ورنہ اسے پاکستان جانے میں بہت دشواری کا سامنا کرنا پڑتا فارن منسٹری سے مدد طلب کرنی پڑتی جو کہ بہت لمبا کام تھا ہاں ٹھیک ہے ریلیکس تم فکر مت کرو ہمارے ایک پولیس والے انکل بابا کے بہت اچھے دوست ہیں وہ کوئی حل نکال لیں گے لیکن پہلے ہمیں گھر چلنا ہو گا چلو۔۔

وہ اسے تسلی دیتی گاڑی کی طرف چل پڑی مگر اچانک کسی نے ان کی گاڑی کے شیشے پہ دستک دی۔۔ سناہ نے ونڈو گلاس نیچے کیا تو سامنے والے کو دیکھ کر اس کی آنکھیں اور زہن ساکن ٹھہر گیا اسے لگا کسی نے اس کی سانسیں چند لمحوں کے لیے روک لی ہیں وہ یک مشت اس چہرے کو دیکھ رہی تھی جس کے تاثرات بالکل نارمل تھے کیونکہ وہ اس فیر سے نکل چکا تھا۔

ہیوی بانیک پر بلیک پینٹ شرٹ پر بلیک جیکٹ اور ہیلیمٹ پہنے ایک پاؤں زمین پہ تھا ایک بانیک پر ہی تھا اور ہاتھوں میں لیڈیز بیگ تھامے تھا اس کی صرف آنکھیں ہی نظر آ رہی تھی مگر سناہ کے لیے اس کی آنکھیں ہی کافی تھیں۔۔۔

منظر ایک دفعہ پھر دھندلا گیا اس کے زہن نے چند سیکنڈز میں چند سالوں کا سفر طے کیا اور ایک خوشگوار دن پر ٹھہر گیا

"وہ اس وقت یوسف حویلی کی چھت پہ کھڑی تھی سفید رنگ کے کرتے پر سرخ دوپٹہ اوڑھے وہ ٹھنڈی ہوا سے لطف اندوز ہو رہی تھی اس کے کھلے ریشمی بال بھی ہوا کے جھونکوں سے اڑ رہے تھے وہ پرسکون سی اس فضا میں کھڑی دور تک نظر آتے سبز کھیتوں کو دیکھ رہی تھی جب اچانک

پیچھے سے کسی نے اس کے بالوں کی ایک لٹ کو کھینچا وہ ہلکی سی چیخ مار کر غصے سے پلٹی اسے پتہ تھا یہ کون ہو سکتا ہے۔۔

تم؟ اس کے سامنے وہی شخص تھا جس کی اسے توقع تھی۔۔

یہ کیا حرکت تھی بد تمیز میں تمہارا منہ توڑ دوں گی بندر اس نے انگلی اٹھا کر ابہتاج شاہ کو وارن کیا ایکسیکوز می میڈم آج تک اس دھرتی پہ کوئی ایسا پیدا نہیں ہوا جو ابہتاج شاہ کو ہاتھ لگائے پر تم ایسی چڑیل ہو کہ تم سے تو انسان چرند پرند حیوان سب پناہ مانگیں گے میں تو پھر بھی ادنیٰ سا انسان ہوں۔۔ وہ قہقہہ لگا کے ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو رہا تھا

میں تمہارا دراب بھائی کو بتاتی ہوں وہ تمہیں سیدھا کرے گا سمجھ آئی بندر۔۔ اس کی باتوں سے وہ آگ بگولہ ہوئی

تم جس کے نام پہ اترا رہی ہو وہ مام اور ڈیڈ کے پاس گیا ہے کچھ دن کے لیے۔۔ وہ اطمینان سے بولا۔۔

ویسے تمہارے امی ابو یہاں اس حویلی میں تم لوگوں کے پاس کیوں نہیں رہتے؟؟ سولہ سالہ لڑکی کے زہن میں یہ سوال کئی دنوں سے تھا جو آج پوچھ بیٹھی

ڈیڈ وہاں بزنس کرتے ہیں ان کی کمپنی ان کے لیے بہت ضروری ہے انہیں ان سب گاؤں والوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے یہ تو میرے بڑے ابا جان اور چچا جان کی وراثت ہے جس کی ذمہ داری ساری میرے بھائی پہ آچکی ہے وہ بھی صرف بائیس سال کی عمر میں اور وہ اس علاقے کو ایک مقام پر پہنچانا چاہتے ہیں

رہی بات مام کی۔۔ تو جہاں ڈیڈ وہاں مام۔۔

اور اسی سال میں نے بھی چلے جانا یہاں سے

کیونکہ ڈیڈ چاہتے ہیں میں اپنی باقی اعلیٰ تعلیم لندن میں مکمل کروں اور وہاں میری امی کی آدھی فیملی بھی رہتی ہے

اس کی آخری بات پر لڑکی کے تاثرات میں کچھ عجیب سی اداس گھل گئی
مطلب تم یہاں سے چلے جاؤ گے؟

ہاں کچھ ایسا ہی ہے۔۔ ویسے تم بے فکر ہی رہو تم بھی پرسوں اپنے شہر جاؤ گی اور وہاں safely اپنی تعلیم مکمل کرنا۔۔ بھائی کے ہوتے ہوئے تمہیں زمان ملک سے کوئی پریشانی نہیں ہوگی

ابہتاج۔۔۔ اس نے رک کر ایک دفعہ اس کی آنکھوں میں دیکھا۔۔ کیا تمہیں میری یاد نہیں آئے گی۔۔ وہ کچھ دیر خاموشی سے دیکھنے لگا پھر یکدم اس کے چہرے پہ کر خنگی آگئی اس کے قدم آہستہ آہستہ پیچھے کو اٹھنے لگے پھر وہ مڑ کر نیچھے چلا گیا۔۔

لڑکی کی آنکھوں میں نمی در آئی وہ یونہی کھڑی خاموشی سے اسے جاتا دیکھتی رہ گئی۔۔ ہوا سے اس کے بال ویسے ہی اڑ رہے تھے مگر اب فضا میں گھٹن سی تھی۔۔۔

منظر واضح ہوا اس کے سامنے آج بھی وہی لڑکا تھا جو اس کی مدد کرنے کے لیے اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں کرتا تھا آج بھی نہیں کی تھی چہرہ وہی تھا انداز بدل چکا تھا۔۔

اس نے بہ مشکل خود پہ قابو پاتے ہوئے وہ بیگ تھام لیا جو اس نے ایک ہاتھ سے اگے بڑھا رکھا تھا

یہ پاکستان نہیں ہے کہ کوئی بھی آپ کی پکار پر آپ کی مدد کرتے ہوئے خود کو خطرے میں ڈال لے۔۔۔ اس نے بالکل پر اعتماد لہجے میں بولنا شروع کیا۔۔

یہاں لوگ کسی کی پرواہ نہیں کرتے " اور رہی بات پولیس اسٹیشن جانے کی تو ایک دفعہ اگر آپ کی چیز کھو گئی تو کوئی اس کو واپس آپ تک نہیں لا سکتا تھا فارن منسٹری کے چکر کاٹنے سے بہتر تھا آپ اپنی زہانت کو بروئے کار لاتے ہوئے پہلے ہی اس کار میں بیٹھ کر اس کا پیچھا کر لیتیں تو وہ پیدل بھاگنے والا شخص دو سیکنڈز میں آپ سے معافی مانگ رہا ہوتا۔۔ خیر اس کی تو میں نے اچھے سے سیٹنگ کر لی ہے اب آپ ریلیکس ہو کر میری کزن کی شادی اٹینڈ کریں۔۔ گڈ بائے " وہ اسے ہکا بکا چھوڑتا زن سے اپنی بانیک بھگا لے گیا

سنایہ کو لگا جیسے وہ کسی خواب سے جاگ گئی ہے کتنا اجنبی تھا یہ شخص یا وہ اسے پہچاننے سے ہی انکار کر رہا تھا۔۔ تم سے آپ تک کا سفر کیسے آیا ان کے درمیان، کیوں وہ آج بھی وہیں تھا مگر بدل گیا تھا یہ میرا کزن ہے ابہاج " یہیں رہتا ہے پڑھائی کے لیے چند سال پہلے آیا تھا مگر ہمارے گھر آنے کی زحمت بہت کم کرتا ہے کھڑوس۔۔

ثمنین کچھ بولے جا رہی تھی مگر اس کا دماغ کہیں اور تھا اس نے آنکھیں بند کر کہ سیٹ کی پشت سے سر ٹکا دیا مگر ان میں آئی نمی کو اس نے باہر نکلنے سے روک دیا تھا۔۔

وہ پارٹی کی ہجوم میں اپنی نظریں ادھر ادھر دوڑاتا اس شخص کو ڈھونڈ رہا تھا جو ابھی اس کی نظروں سے اوجھل ہوا تھا

"کیا تم مجھے ڈھونڈ رہے ہو مسٹر دراب شاہ یوسف"۔ کوئی اس کے پاس آ کر کھڑا ہوا تھا جو دکھنے میں تیس پینتیس سالہ درمیانی عمر کا گندمی رنگت والا آدمی لگتا تھا۔

اس نے مڑ کے دیکھا تو دراب شاہ کی رگیں تن گئیں۔ آنکھوں میں خون اترنے لگا وہ لب بھینچتے ہوئے اس کی طرف یوں دیکھنے لگا جیسے وہ ابھی اس کی جان لے لیگا۔

تم آج بھی پیٹھ پیچھے چھپنے کے بعد سامنے آنے سے باز نہیں آتے۔ کاش تم اس دن میرے پیچھے چھپ کر وار نہ کرتے ورنہ آج یوں چھپنا نہ پڑتا یا شاید زندہ ہی نہ رہتے۔

سرد گھمبیر لہجے میں تپش لیے اس کو باور کروایا۔

ہاہا۔۔ اس کی مکروہ ہنسی گونجی تھی

اور تم آج بھی ویسے ہی انا پرست خود غرض دوست ہو میرے جو پہلے ہوا کرتے تھے

دیکھو تم میرے ساتھ فضول میں دشمنی نبھا رہے ہو میں تو آج بھی تم سے بزنس ڈیل کرنے کے لیے تیار ہوں

تمہارا مرحوم چچا میرا بہت خیال رکھتا تھا اور۔۔۔ مجھ پہ بھروسہ بھی بہت کرتا تھا۔ آخری جملہ اس کے قریب ہو کر سرگوشی میں ادا کیا۔

تم صحیح کہہ رہے ہو مجھے تم سے ڈیل ضرور کرنی چاہیے مگر۔۔۔ وہ تمہیں بہت بھاری پڑے گی کیونکہ

دراب شاہ یوسف۔۔۔ کسی پہ قرض نہیں چھوڑتا رائٹ۔۔۔ just enjoy the evening.

وہ اس کا کندھا تھپتھپاتا اگے بڑھا۔

مگر تمہاری فیملی شاید اس بارے میں نہیں جانتی کہ تم یہاں صرف اپنے بزنس پراجیکٹ کے سلسلے میں نہیں آتے بلکہ اپنی بیوی۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ مزید کچھ کہتا دراب شاہ طوفان کی تیزی سے مڑا اور ایک جھٹکے میں اس کا کالر جکڑا۔۔۔

اگر تمہیں ایسا لگ رہا ہے کہ میری ذاتی زندگی کو میری کمزوری سمجھ کر اس سے فائدہ اٹھا لو گے۔۔۔ تو پھر واقعی تم ابھی دراب شاہ سے ناواقف ہو۔۔۔ میرا خاندان میری کمزوری نہیں طاقت ہے۔۔۔ تمہارا مکروہ چہرہ بہت جلد سب کے سامنے لاؤں گا کیونکہ اگر میں کہہ رہا ہوں تو Believe me۔۔۔ میں ایسا کر بھی سکتا ہوں۔۔۔

اس کی آنکھوں میں اس وقت عجیب سی وحشت تھی جس سے سامنے والے کی ہنسی پل میں سمٹی تھی۔۔۔

اسکا کالر جھٹکے سے چھوڑتا وہ وہاں سے مڑا اور حال سے باہر نکل گیا۔۔۔
باہر آ کر اپنی کار کا دروازہ کھول کر اس میں بیٹھا۔۔۔

اپنا سر اسٹیرنگ پر ٹکاتے اس نے جیسے ہی آنکھیں بند کی ایک معصوم حسین چہرے کا عکس اس کے ذہن میں ابھرا۔۔۔

دراب شاہ نے اپنی گرفت اسٹیرنگ پر مضبوط کی۔۔۔ سر اٹھا کر ڈیش بورڈ پر ہاتھ پھیرا سگریٹ کے ڈبے سے ایک سگریٹ نکال کر ہونٹوں میں دبا کر لائٹر کی مدد سے اسے سلگا یا مگر اندر سے اس کا پورا وجود سلگ رہا تھا۔۔۔ سکون کے نام پر خود کو مزید اذیت میں جھونک کر وہ سیٹ سے سر کی پشت

ٹکا گیا آنکھیں خود بخود بھاری ہو گئیں سگریٹ کو ونڈو سے باہر پھینکتا وہ شیشہ چڑھا کہ آنکھیں بند کر گیا۔۔۔ رات کی تاریکی کا فسوں اس کے حواسوں پر بھی چھایا رہا۔۔

یہ ایک بس اسٹاپ تھا۔۔ جہاں وہ ساری آکر جمع ہو گئیں تھیں ان سب کے ساتھ سامان بھی تھا اور کوئی نہ کوئی گیسٹ بھی۔۔۔ یہ تقریباً دس بارہ لڑکیوں کا گروپ تھا جو اس وقت بہت پر جوش تھا انہیں بہت لمبے سفر پر نکلنا تھا۔۔ انفال اور انشاء بھی وہاں پہنچ چکی تھیں اب ان سب کو اپنی بس کا انتظار تھا جس کی انہوں نے بنگ کروائی تھی اور اب وہ آنے ہی والی تھی

انشاء تم خوش ہو نہ؟؟۔۔ انفال نے چہک کے انشاء کی طرف دیکھا جس کے چہرے پہ بھی رونق لگی تھی وہ پہلی دفعہ اتنے لمبے سفر پر جا رہی تھی اور اسے پتہ تھا یہ چند دن اس کی اب تک کی زندگی کے یاد گا دن ہوں گے

بس آچکی تھی اور اب وہ سب اس میں سوار ہو رہیں تھیں ڈرائیور نے ان کا سامان رکھنے میں مدد کی تھی یہ ایک لڑکی کا پڑوسی تھا اور قابل بھروسہ تھا اس لیے وہ سب مطمئن تھیں

کچھ ہی دیر بعد گاڑی روانہ ہو گئی ساری لڑکیوں نے مل کر ہوٹنگ کی تھی۔۔۔ ناران سوات کلام کی خوبصورت وادیاں ان کی منتظر تھیں۔۔۔ مگر دور کسی نے یہ منظر حوس بھری نگاہوں سے دیکھا تھا "بے وقوف تتلیاں" کار میں بیٹھے اس شخص کی زبان سے دو لفظ ادا ہوئے پھر اس کا مکروہ قہقہہ کار میں گونجا تھا۔۔

اس نے دروازے پر ہلکی سی دستک دے کر دروازہ کھولا۔ وہ اسٹڈی روم میں ایک ٹیبل لیپ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا سامنے کاغذات اور فائلز رکھی تھیں اور لیپ ٹاپ کی روشنی اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی

اعتصام حیدر سر جوڑے کام میں مصروف تھا

جب وہ ہاتھ میں ایک چھوٹی سی ٹرے پکڑے اس کے پاس آئی۔

آہٹ پر اس نے سر اٹھا کہ دیکھا تو اسے حیرت ہوئی رانیہ ٹرے میں کافی کاگ پکڑے اس کے سامنے کھڑی تھی تاثرات میں ہلکی سی فکر جھلک رہی تھی اس کی نظروں کا مفہوم سمجھ کہ وہ بول پڑی۔

میں یہ کافی لائی تھی آپ کے لیے آئی تھنک کام زیادہ ہے آپ کا تھوڑا مائنڈ ریفریش ہو جائیگا۔ وہ اس کے سامنے میز پر کافی رکھ کہ وہ مڑی جب کسی نے اس کی کلائی تھامی۔

صرف کافی سے ہی میرا مائنڈ ریلیکس کرنا چاہتی ہو۔۔۔ لہجہ گھمبیر اور آواز آنکھیں مسلسل جاگنے سے سرخ ہو رہیں تھیں۔

میری تھکن نہیں اتاروگی۔۔ اس کے لفظوں کا مفہوم سمجھ کر رانیہ کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی

اس کے قریب جھک کر وہ بے خودی میں اس کی گردن کی پشت سے بال ہٹانے لگا

گردن پر اس کی گرم سانسوں اور انگلیوں کا لمس محسوس کر کہ رانیہ کو اپنی سانس بند ہوتی محسوس ہوئی

میں سکون چاہتا ہوں۔۔۔ گھمبیر لہجے میں سرگوشی کرتا وہ کوئی گستاخی کرنے والا تھا جب ایک جھٹکے سے وہ اس سے اپنا ہاتھ چھڑاتی اس سے دور ہوئی۔۔۔

خبردار مسٹر اعتصام حیدر۔۔۔ تم یہ سارے حق کھو چکے ہو۔۔۔ اس کی آواز میں نمی تھی آنکھوں میں غصہ۔۔۔

میں تمہارے سکون کی دوائی نہیں ہوں کہ جب طلب ہوئی استعمال کر لیا۔۔۔
تم میری بیوی ہو۔۔۔ اس کے بازوؤں کو ہاتھوں میں جکڑ کر وہ غرایا تھا۔۔۔

یہ حق تو تم نے مجھے کبھی دیا ہی نہیں۔۔۔ پہلے دن سے آج تک صرف برائے نام بیوی کا درجہ دیا۔۔۔
اگر محبت دے کر نہیں مجھے اپنے دل میں مقام نہیں دے سکتے۔۔۔ تو خود کو ضرورت کے طور پر استعمال ہونے نہیں دوں گی میں کبھی۔۔۔

اس کے چہرے سے آنسو ضبط کے باوجود بھی بہہ گئے تیز گیلی سانسوں کے ساتھ ٹھوس لہجے میں اپنا ایک ایک لفظ ادا کر کے وہ وہاں سے چلی گئی۔۔۔

اور پیچھے وہ کھڑا افسوس سے اسے جاتا دیکھتا رہا اپنی بے باکی اور بے خودی پر اسے شدید غصہ آیا
تھکن اور کام کی frustration اس پر اتنی حاوی ہو گئی تھی کہ وہ ایک ایسی لڑکی سے اپنا حق وصول کرنے جا رہا تھا جسے واقعی کبھی وہ اس کا مقام نہیں دے پایا تھا۔۔۔

لندن میں اس وقت موسم خوشگوار تھا آج شام مہندی کا فنکشن ہونا تھا گھر کے باہر لان میں انتظامات کیے جا رہے تھے

ہر کوئی مصروف تھا ثمنین اپنی ماما کے ساتھ کچھ ضروری سامان کی خریداری کے سلسلے میں شاپنگ پر گئی تھی۔۔ جبکہ اس کا آج کہیں جانے کو موڈ نہیں تھا وہ گھر پر ہی تھی اپنے لیے کافی بنا کر وہ روم کے ٹیرس میں کھڑے کو کر نیچے لان میں لوگوں کو کام کرتا دیکھ رہی تھی۔۔

اس کے زہن کے پردوں پر بار بار کسی کا عکس آتا جسے وہ جھٹک دیتی مگر اس شخص کو فراموش کرنا اتنا آسان کہاں تھا۔۔

اس کے روم اور گھر سے چند کلومیٹر دور جاؤ تو ایک پوش علاقے کے اپارٹمنٹ میں وہ اس وقت سو رہا تھا۔۔ جب اس کا پاس پڑا موبائل تھر تھرایا

اس نے موبائل کان سے لگایا اور نیند میں ڈوبی بھاری آواز میں بند آنکھوں سے ہیلو کہا۔۔

اے بھی۔۔ یار تم سو رہے ہو مجھے پتہ تھا۔۔ تم آج بھول گئے کہ تمہارا پیپر ہے اور اب سے ٹھیک دس منٹ بعد پیپر اسٹارٹ ہونے والا ہے سب لوگ حال پہنچ چکے ہیں لیکن مجھے پتہ تھا تم آج بھی اوندھے منہ پڑے سو رہے ہو گے۔۔

جینی کی چلاتی آواز سے وہ حوش کی دنیا میں لوٹا تھا اس نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں اور سامنے والے کلاک پر وقت دیکھا گیارہ بجنے میں صرف دس منٹ باقی تھے۔۔

او گاڈ اے بی۔۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور الماری سے کپڑے نکال کر واشروم کی طرف بھاگا پیچھے الماری سے کپڑوں کا ایک ڈھیر نیچے گرا تھا۔۔ پانچ منٹ میں وہ نیچے اپنی بائیک پر موجود تھا اور وہ جانتا

تھا کہ اگلے پانچ منٹ میں وہ ایگزامینیشن حال میں موجود ہوگا مگر ٹینشن یہ نہیں تھی کہ وہ لیٹ ہو گیا تھا بلکہ ٹینشن یہ تھی کہ آج وہ پیپر میں لکھے گا کیا کیونکہ رات کو وہ دیر سے کلب سے آیا تھا دل ہی دل میں اپنے کینے دوستوں پہ لعنت بھیجتے اس نے بایک کوک ماری تھی ایک دفعہ پہنچ جائے آگے بھی کوئی نہ کوئی انتظام وہ کر ہی لے گا۔۔۔

درب شاہ یوسف کی آنکھ کھلی تو باہر آسمان ابھی بھی سیاہ تھا اس نے اپنے ارد گرد نظریں دوڑائیں تو اپنی گاڑی میں موجود تھا جہاں اسموکنگ کرتے اس کی آنکھ لگ گئی تھی اور اب غالباً رات کا نصف پہر تھا

مسلسل تین گھنٹے غیر آرام دہ صورتحال میں سونے سے اس کی کمر میں تکلیف ابھر رہی تھی جسے نظر انداز کرتے اس نے گاڑی اسٹارٹ کی اور کچھ کلومیٹر ڈرائیو کرنے کے بعد وہ ایک فارم ہاؤس کے سامنے رکا جہاں آبادی بہت کم تھی یا نہ ہونے کے برابر تھی وہ گاڑی سے اترا اور بھاری بو جھل قدموں کے ساتھ گیٹ کے سامنے آ رکا اس کی چال میں تھکاوٹ تھی۔۔

اپنی پاکٹ سے چابیاں نکال کر key hole کی طرف بڑھائیں جب اس سے پہلے ہی دروازہ کھل گیا۔۔ اس نے نظریں اٹھا کہ دیکھا تو وہ اس کے سامنے کھڑی تھی۔۔ سیاہ سیفون کی ساڑھی میں اس کی رنگت چاند کی روشنی کی روشنی کو بھی مات دے رہی تھی سفید گردن پر باریک ڈائمنڈ نیپلس چمک رہا

تھا چہرے پہ تیز میک اپ اور کھلے ڈائے کیے ہوئے بال اس کے حسن کو چار چاند لگا رہے تھے اگر رات کے اس وقت کوئی اور مرد اس کے سامنے کھڑا ہوتا تو چاہے ہو جتنا بھی مضبوط اعصاب کا مالک ہوتا ضرور بہک جاتا۔۔۔

مگر دراب شاہ کے چہرے پہ بیزاری در آئی اس کا کوٹ ندارد تھا شرٹ کا اوپری بٹن کھلا تھا اور کف موڑ رکھے تھے بال ماتھے پہ بکھرے ہوئے تھے اس کی ملگجی حالت اس کی تھکاوٹ کا ثبوت تھی اوپر سے وہ ایک نئی مصیبت کے طور پر اس کے سامنے کھڑی تھی وہ سیدھا سیدھا اسے نظر انداز کرتا اندر داخل ہوا۔۔۔ وہ اس کے اس عمل پر سرتا پیر سلگ کر رہ گئی۔۔۔

کہاں تھے آپ۔۔۔ میں اتنی دیر سے آپکا انتظار کرتی رہی اور آپ کو زرا میرا خیال نہیں آیا۔۔۔ وہ تیز تیز بولتی اس کے پیچھے چلنے لگی

وہ رکا اور اپنی گردن موڑ کر اسے دیکھا

میں بہت تھک چکا ہوں مجھے امید ہے کہ تم میری کنڈیشن سمجھو گی۔۔۔

اسکا لہجہ جذبات سے عاری تھا آنکھوں میں ریکوسٹ تھی کہ مزید اسے ڈسٹرب نہ کیا جائے پھر وہ مڑا اور اپنے کمرے کی جانب قدم بڑھائے

اور وہ بے بسی میں ضبط کرتی اسے جاتا دیکھتی رہی پھر آہستہ آہستہ چل کر لاونج کے صوفے پہ آ کہ بیٹھ گئی

"تم صرف میرے ہو دراب شاہ یوسف میرے شوہر، میری محبت، میرا عشق۔۔۔ وہ ہزیرانی سی کیفیت میں خود سے بولے جا رہی تھی

میں جانتی ہوں کہ تمہارے دل و دماغ پر کون سوار ہے اور میں اسے کبھی تمہاری زندگی کا حصہ بننے نہیں دوں گی

میرا سب سے مضبوط ہتھیار یہی ہے کہ میں تمہاری بیوی ہوں چاہے جن حالات میں بھی یہ رشتہ بنا تھا مگر اب تم حقیقت سے منہ نہیں موڑ سکتے۔۔

آنکھوں میں وحشت لیے وہ کمرے کے بند دروازے کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔

جینی اور ریان اس وقت یونی کے کیفے میں بیٹھے اس کا انتظار کر رہے تھے۔۔ پیپر ختم ہو چکا تھا اور سارے اسٹوڈنٹس حال سے باہر آ رہے

جب وہ بھی بھی ان کے ہجوم میں باہر نکلا اور سیدھا کیفے آ پہنچا۔۔

وہ دونوں اسے دیکھ کے حیران رہ گئے وہ سمجھ رہے تھے وہ پریشان یا اداس ہو گا مگر وہ اطمینان سے چیونگم چباتا خوش باش انداز میں کرسی میں سکون سے بیٹھ گیا

کیا ہو گیا ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟؟ کیا کبھی خوبصورت لڑکا نہیں دیکھا زندگی میں۔۔ اوو اچھا تو شاید تم لوگ یہ سوچ سوچ کر ہلکان ہو رہے ہو کہ ابہتاج شاہ اتنا اچھا پیپر کر کہ کیسے آگیا رائٹ؟ وہ شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔۔

بلکل صحیح اندازہ لگایا تم نے کیونکہ ہمیں اس بات پر بلکل ہتھین نہیں آ رہا کہ جو بندہ آدھی رات تک کلب میں موجود تھا اور پیپر سے ٹھیک دس منٹ پہلے اسے زبردستی نیند سے جگا کر یہ یاد دلایا گیا ہو کہ اسکا پیپر ہے آج وہ یونیورسٹی تو ٹاپ کرنے سے رہا۔۔ ریان دو بدو بولا جبکہ جینی کی ہنسی چھوٹی تھی

خوشخبری رائلٹرز متوجہ ہوں

ہر لکھاری کا خواب ہوتا ہے کہ اس کی تحریر کتابی صورت میں بھی شائع ہو اور انکی کتاب بک شیلف کی زینت بنے۔ آپ بھی ایک لکھاری ہیں اور اپنی تحریر کو کتابی شکل میں لانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ ہم آپ کی تحریر کو بہت کم ٹائم اور بہت مناسب قیمت میں آپ کی خواہش کے مطابق بہت عمدہ اور معیاری کوالٹی میں کتابی صورت میں شائع کرنے میں آپ کی مدد کریں گے۔ مزید معلومات کے لئے نیچے دئے گئے ایڈریس پر ابھی رابطہ کریں۔

Prime Urdu Novels Publications

Whatsapp : 03335586927

Email : aatish2kx@gmail.com

اوہ ریلی مجھے لگ رہا تم دونوں اپنا اوپری حصہ کہیں چھوڑ آئے ہو یا پھر ابہتاج شاہ کو شاید ٹھیک سے جانتے نہیں ہو اسی لیے تم لوگ میری زہانت کو نظر انداز کر رہے ہو۔۔۔ وہ چیونگم چباتا بھنویں اوپر کرتا بھرپور اور ایکٹنگ سے بولا۔۔۔

اچھا! تو تم نے چیٹنگ کی ہے؟؟ جینی آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگی مگر اتنے ٹف سسٹم کے ہوتے ہوئے یہ نا ممکن ہے۔۔۔ ریان کو ذرا یقین نہیں آیا۔۔۔

افف تم دونوں کے پاس جب عقل نام کی چیز ہے ہی نہیں تو کیوں اس کو استعمال کرنے میں لگے ہوئے ہو۔۔

میں نے کوئی چیٹنگ نہیں کی ابہتاج شاہ اتنا کچا کام کبھی نہیں کرتا۔۔ بس ہمارے کلاس کے ٹاپر اسٹوڈنٹ کے پیپر کے ساتھ زرا سا ردوبدل کیا ہے۔۔ اب کہ وہ مزید شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ بولا ردوبدل؟؟؟ ان دونوں کے منہ سے بیک وقت نکلا۔۔ مگر کیسے؟؟؟ یہ تو بالکل پاسبل نہیں ہے کیونکہ رول نمبر سیریل نمبر اور ساری ڈسکرپشن چیچ کرنا آسان نہیں ہے بالکل صحیح کہا مگر اگر وہ اسٹوڈنٹ خود ہی اپنے پیپر پر آپکا رول نمبر لکھ کر سارا پیپر حل کرے تو۔۔۔ اس دفعہ تو ان دونوں کی شکل ایسی ہو چکی تھی جیسے سانپ سونگھ گیا ہو تمہارے کہنے کا مطلب ہے ہمارے سی آر نے خود ہی تمہارے لیے پیپر حل کیا؟؟؟ ریان نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔

ہاں کیونکہ سیم اگر ازمز ہونے سے پہلے ہی یہ یونیورسٹی چھوڑ کر جا رہا تھا وہ فیملی کی طرف سے کسی کرائسز کا شکار تھا اسکے ڈیڈ نے کینیڈا میں اس کے نام پر ایک کمپنی خریدی ہے مگر اس کے لیے ان کو کچھ مالی سپورٹ کی ضرورت تھی تو بس ہماری ڈیل ہو گئی میں اس کی جگہ پیپرز دے کر اسے صرف پاننگ مارکس لے کر دوں گا پھر وہ یہاں سے جا کر اپنا بزنس ہی سنبھالے گا اور وہ ایک اچھی خاصی اماؤنٹ کے بدلے میرے لیے چند پیپرز دے گا جو اس جیسے قابل اسٹوڈنٹ کے لیے بالکل مشکل نہیں ہے۔۔۔

اس کی بات کے اختتام پر جینی اور ریان نے ایک دوسرے کو دیکھا پھر اس کی قسمت پر رشک کیا

اس میں تمہارا کوئی کمال نہیں ہے سارا تمہاری دولت کا کمال ہے۔۔ جینی نے اسے بتایا
میں تمہاری اس بات سے اتفاق نہیں کرتا کیونکہ دولت کو فضول خرچ کرنا اور دولت کو اپنی زہانت
سے صحیح جگہ پر استعمال کر کے اس سے فائدہ اٹھانے میں فرق ہے۔۔ دولت تو تم لوگوں کے پاس
بھی ہے مگر تم لوگوں کو اس کے استعمال سے ناواقف ہو کیونکہ مارکس حاصل کرنا اگر دولت کی بیس
پہ ہوتا تو تم دونوں سب سے پہلے اس قطار میں کھڑے ہوتے جہاں پیسے کے بدلے مارکس ملتے۔۔
وہ دانتوں کی نمائش کرتا وہاں سے چلا گیا۔۔

یار کہاں سے اس کے شیطانی دماغ میں یہ آئیڈیاز آتے ہیں۔۔ ریان اور جینی ہنستے ہوئے وہاں سے
اپنے بیگز لے کر اٹھے تھے۔۔

وہ سب اپنے کیمپس کے آگے گول دائرے کی شکل میں بیٹھی ہوئیں تھیں ان کے درمیان میں
لکڑیوں کو اکٹھا کر کہ ان پر آگ جلائی گئی تھی جس پر رمشا اور سدرہ باربی کیو بنا رہی تھی
آج سارا دن انہوں نے ان سرسبز وادیوں میں گھوم پھر کر تصاویر بنانے میں گزارا تھا اور اب انہوں
نے باربی کیو کا پروگرام بنایا تھا mp3 میں ہلکا ہلکا میوزک بھی چل رہا تھا اور اس سرد موسم میں
آگ کے آلاؤ کے گرد وہ سب بیٹھی گپ شپ لگا رہی تھیں۔۔
وہ سب کل شام کو ہی پہنچی تھیں پھر انہوں نے نجی ہوٹل میں ہی اسٹے کیا تھا اور آج سے انہوں
نے سیر و تفریح کا آغاز کیا تھا۔۔

انشاء نے شارٹ فراک اور پاجامے کے ساتھ اون کا سویٹر اور کیپ پہن رکھا تھا موسم کے لحاظ سے اسے سردی لگ رہی تھی وہ پہلی دفعہ اپنے گھر سے یوں اکیلی آئی تھی وہ انجوائے بہت کر رہی تھی مگر اس کے دل میں ایک فکر سی تھی۔۔۔ اگر بڑے شاہ کو علم ہو گیا کہ ہم یہاں اتنی دور ان لڑکیوں کے ساتھ آئے ہیں تو۔۔

وہ تو کبھی ہمیں اکیلا نہیں چھوڑتے۔۔۔ وہ کسی سوچ میں کھوئی ہوئی تھی جب انفال نے اسے جھنجھوڑا۔۔۔ یار انشی کیا سوچتی رہتی ہو تمہیں میں اس لیے یہاں لے کر آئی ہوں کہ تم کچھ دن انجوائے کرو نہ کہ یوں منہ بسور کہ سوچوں میں بیٹھی رہو

ہم سب ایک گیم کھیلنے جا رہے ہیں اور اس گیم کے مطابق یہ بوتل درمیان میں رکھ کہ گھمائیں گے اور جب یہ رکے گی تو اس کا رخ جس لڑکی کی سمت ہوا اسے ہماری شرط مانی پڑے گے۔۔ تو تیار ہو سب گرلز۔۔

انفال نے سب کی طرف دیکھ کر پوچھا جس پر سب نے حامی بھری بوتل درمیان میں رکھ کہ گھمائی گئی جو حمنہ کی طرف رک گئی جس سے سب نے گانا گانے کی فرمائش کی جس پر اس نے اطمینان سے حامی بھری کیونکہ اسے ویسے بھی گنگنانے کا بہت شوق تھا پھر اس نے کیفے خلیل کا مشہور گانا کہانی سنو گنگنایا۔۔

سب نے تالیوں سے اس کی آواز کو سراہا اس کے بعد پھر سے بوتل گھمائی گئی۔۔ اس دفعہ بوتل چند سیکنڈز گھومنے بعد ایک سمت رک گئی سب نے بوتل کی سیدھ میں دیکھا تو سر پکڑ لیا کیونکہ یہ انشاء تھی اور اس کی معصومیت سے سب واقف تھے

انشاء نے سب کی طرف دیکھ کر نفی میں دائیں بائیں سر ہلایا جس کا مطلب تھا اسے کچھ نہیں آتا۔
ارے یہ کیا یہ تو چیٹنگ ہے تمہیں بھی اپنی باری پوری کرنی ہی پڑے گی۔ ساری لڑکیوں نے
اعتراض اٹھایا۔

ٹھیک ہے پھر ہم ایک غزل سنا دیتے ہیں جو ہم نے خود ہی اپنی ڈائری میں لکھی تھی۔
ارے واہ ہماری شاعرہ صاحبہ۔ انفال نے موبائل میں ویڈیو آن کرتے اسے تنگ کیا جس پر وہ زرا
سی جھینپ گئی پھر اس نے دھیمی آنچ دیتی آواز میں کہنا شروع کیا اس کے چہرے پر آگ کی روشنی
پڑ رہی تھی اور نظریں بھی اسی پر جمیں تھیں۔
جسے چاہا جائے اسے پایا جائے ضروری تو نہیں۔
ہر زخم کسی کو دکھایا جائے ضروری تو نہیں۔
جو نظروں کو بھاتا ہے منفرد منظر آتا ہے۔۔۔
اسے دل میں بسایا جائے ضروری تو نہیں۔۔۔
وہ تو چاند ہے ٹھنڈک سے اس کی جل جاؤ گی میں۔۔۔
اسے ہاتھ لگایا جائے ضروری تو نہیں۔۔۔
آنکھیں بند کرنے سے جس کا دیدار ہو جائے۔۔
اسے پاس بلایا جائے ضروری تو نہیں۔۔۔
کچھ لوگ تو یونہی خاص ہوتے ہیں۔۔۔
ہر کسی کو اپنا بنایا جائے ضروری تو نہیں۔۔۔

تالیوں کی گونج سے فسوں ٹوٹ گیا تھا وہ جو کسی کھوئے ہوئے لہجے میں کہتی چلی جا رہی تھی حوش کی دنیا میں واپس آئی۔۔

واؤ بہت زبردست انشاء۔۔ سب نے اسے سراہا
تھینک یو" وہ مسکرائی۔۔

مگر اسے یہ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ الفاظ کس کے لیے تھے کیوں کوئی بار بار اس کی آنکھوں کے سامنے آ جاتا تھا۔۔

وہ کچھ نہیں جانتی تھی مگر اس کا دل چیخ چیخ کر اعتراف کر رہا تھا کہ اسے دراب شاہ یوسف سے محبت ہو چکی ہے مگر وہ اس حقیقت کو راز بنا کر ہمیشہ اپنے دل میں ہی رکھے گی کیونکہ اس کے نتائج کبھی اچھے ثابت نہیں ہونگے۔۔۔

جاری ہے